# امام طحاوی رحمہ اللہ کی تصنیفات کا تجزیاتی مطالعہ

# Analytical Study of Books of Imam Taḥawī

**Muhammad Waris Ali (Ph.D)**

Assistant Prof. Dept. of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore: mwarisali@lgu.edu.pk

***Abstract***

Al-Taḥawī (239-321 H) is an expert scholar of Ḥadīth and jurisprudence of early age. He has contributed a lot in Ḥadīth and Ḥanafī fiqh literature. This article aims to discuss and analyse the books of al-Taḥawī. He has written books on different fields of his age and contributed a lot. His works has special status in the litertature of Ḥadīths sciences as well as in Qur'an and Jurisprudance. He has written Sharah Ma'ni al-Athar and Sharah Mushkil al-Athar in contradictory hadith. After the introduction of al-Tahawi his books have been discussed and analysed. Analytical research method has been adopted to elaborate the data. Methodology of al-Tahawi has been explained with the examples from them. The study can be concluded that al-Taḥawī has written and compliled unique book on contradictory Ḥadīth. There is no any other example of his work in Contraditory Ḥadīths

**Keywords:** al- Taḥawī, Sharaḥ Manī al-Athar, Mushkil al-Athar,

امام طحاوی رحمہ اللہ(۲۳۹ھ تا ۳۲۱ھ) چوتھی صدی ہجری کے ایسے اسلامی سکالر ہیں جو حدیث کے ساتھ ساتھ فقہ کے بھی ماہر تھے اور وہ مجتہد کے درجہ پر بھی فائز تھے اس فصل میں انکی ذاتی زندگی اور علمی خدمات کا جائزہ اختصار کے ساتھ پیش خدمت ہے۔پہلے ان کے حالات زندگی بیان ہونگے پھر انکی خدمات پر روشنی ڈالی جائے گی۔ امام طحاوی کا نام احمد ان کے والد محترم کا نام محمد اور دادا کا نام سلامہ تھا۔ان کا نسب نامہ

اس طرح ہے احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ بن سلیم بن سلیمان بن حباب۔[1] یہ ابواسحاق شیرازی[2] کی عبارت ہے، تاج التراجم میں بھی اسی طرح نسب نامہ دیا گیا ہے سوائے آخری کڑی کے اس میں حباب کے بجائے جناب لکھا ہوا ہے[3] حافظ ابن حجر عسقلانی[4] نے بھی ان کا نسب نامہ اسی طرح بیان کیا ہے سوائے اس کے کہ انہوں نے سلمہ اور سلیمان کے مابین سلیم کا ذکر نہیں کیا اور آخری جد کا نام حامد لکھا ہے۔[5]مشہور ماہر انساب السمعانی[6] نے بھی سلمہ اور سلیمان کے درمیان سلیم کو حذف کر دیا ہے۔[7] اکثر محققین ان کے نسب نامہ میں عبد الملک تک متفق نظر آتے ہیں لیکن ابن ندیم[8] سلامہ پر سلمہ کو مقدم لکھتے ہیں[9]

---

[1]شیرازی، ابواسحاق، ابراہیم بن علی، "الطبقات الفقهاء"، دار الرائد العربی، بیروت، ص ۱۴۲

[2]ان کا پورا نام أبو إسحاق إبراهيم بن علي بن يوسف الفيروزآبادي الشيرازي ہے انکی ولادت ۳۹۳ھ کو ہوئی تاریخ وصال ۴۷۶ھ ہے انکی تصانیف میں "المهذب" اور "اللمع" اور "التبصرة" معروف ہیں (السير، ۱۸/ ۴۵۲ )

[3]ابن قطلوبغا، زین الدین قاسم، "تاج التراجم فی طبقات"، دار القلم، دمشق، ص ۱۰۰

[4]انکا مکمل نام أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن علي بن أحمد العسقلاني ہے علم حدیث اور علل میں مہارت رکھتے تھے ان کی معروف "فتح الباري شرح صحيح البخاري" و "لسان الميزان" و "تهذيب التهذيب" شامل ہیں انکا وصال ۸۵۲ھ کو ہوا۔ (طبقات الحفاظ ص ۵۵۲، شذرات الذهب ۳۹۵/۹۔ البدر الطالع للشوكاني، ۱/ ۸۷)

[5]عسقلانی، احمد ابن حجر، "لسان الميزان"، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ص ۲/ ۲۷۲

[6]ان کا نام عبد الكريم بن محمد بن منصور التميمي السمعاني المروزي ہے بہت بڑے تاریخ دان اور ماہر حدیث تھے انکی معروف کتب "الأنساب" اور "تاريخ مرو" ہیں ان کا وصال ۵۶۲ھ کو ہوا( السير، ۲۰/ ۴۵۶ )

[7]۔السمعانی، عبد الکریم بن محمد "الانساب "، حیدرآباد، دکن، ت ن، ۱ /۱۹۸

[8]ان کا نام أحمد بن إسحاق بن محمد بن إسحاق أبو الفرج بن أبي يعقوب النديم ہے انکی معروف کتاب "الفهرست" ہے ان کا وصال ۴۳۸ھ ہوا (الأعلام ۶/ ۲۹)

[9]ابن ندیم، محمد بن اسحاق، '' الفهرست ''، دار المعرفة، بیروت، ۱۹۹۷ء، ص ۲۹۲

ابن خلکان[10] نے سلمہ کا سرے سے ذکر ہی نہیں کیا۔[11] لیکن ان دونوں اہل علم کی رائے درست نہیں ہے۔ کیونکہ امام طحاوی اپنی کتاب مشکل الآثار کے بالکل آغاز میں اپنانام و نسب اس طرح بیان کرتے ہیں

ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ الطحاوی الازدی[12]

مؤرخین نے ان کی نسبت طحا، مصر، ازد اور حجر کی طرف کی ہے طحااور مصر کی طرف ان کی نسبت کی بحث بعد میں ہو گی البتہ جہاں تک ان کے ازدی ہونے کا تعلق ہے تو ان کی نسبت قبیلہ ازد کے ساتھ ہونے کی وجہ سے انہیں ازدی کہا جاتاہے قبیلہ ازد عرب کے قحطانی قبائل میں سے ایک بڑا قبیلہ تھا جو ازد بن غوث بن نبت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا کی طرف منسوب ہے۔[13] اور ازد بن عمران بن عمرو بن عامر کی طرف بھی آپ کو منسوب کیا جاتاہے۔[14] السمعانی نے ان کو ازد الحجر کی طرف منسوب کیاہے۔[15] کیونکہ قبیلہ ازد کئی چھوٹے بڑے قبائل میں منقسم ہو چکا تھا اس لئے ان کی سکونت کے اعتبار سے انکے مختلف نام پڑ گئے۔ حجری کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کو حجر بن عمران بن عمر بن مزقی بن حازن بن ازد بن غوث بن نبت کی طرف منسوب کیا جاتاہے۔ شیخ عبد القادر ([16]) لکھتے ہیں کہ حجری کی نسبت تین قبائل کی طرف کی جاتی ہے۔

۱۔ حجر مرو حمیر جس کی طرف مختار حجری منسوب ہیں۔ ۲۔ حجر رعین جس سے سعید بن ابی سعید حجری منسوب ہیں۔

---

[10] ان کا نام أحمد بن محمد بن إبراهيم بن أبي بكر بن خلِّكان البُرمكي ہے آپ بہت بڑے مورخ تھے ان کی معروف کتاب وفيات الأعيان ہے ان کا سن وصال ۶۸۱ ھ ہے (شذرات الذهب، ۷/۶۴۷، الأعلام ۱/۲۲۰)

[11] ابن خلکان، احمد بن محمد بن ابو بکر، "وفيات الاعيان"، دار صادر، بیروت، ۱/ ۷۱

[12] طحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد، "شرح مشكل الآثار"، حیدر آباد، دکن، ۱۳۳۳ھ، ص۶

[13] ابن الاثیر، علی بن محمد، "اللباب فی تهذيب الانساب"، المکتبۃ القدسی، قاہرہ، ۱۳۵۸ھ، ۱/ ۳۶

[14] القرشی، عبد القادر، "الجواهر المضية فی طبقات الحنفية"، دار ہجر، بیروت ۱۴۱۳ھ، ۱/ ۲۸۱

[15] السمعانی، "الانساب"، ۱/ ۱۸۱

[16] ان کا نام عبد القادر بن محمد بن محمد نصر اللہ بن سالم بن ابی الوفاء القرشی ہے ولادت ۶۹۶ھ ، وفات ۷۷۵ھ ( الجواهر المضية)

۳۔ حجر الازد جس کی طرف امام الطحاوی المصری الفقیہ الحنفی منسوب ہیں۔[17]
لیکن ابن الاثیر[18] کے نزدیک حجر حمیر کوئی مستقل قبیلہ نہیں، بلکہ حجر رعین کی اصل ہے۔[19]

**ولادت**

امام طحاوی رحمۃاللہ علیہ کی تاریخ ولادت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ کچھ محققین کے مطابق وہ ۲۳۷ ہجری میں پیدا ہوئے لیکن جو بات حقیقت کے زیادہ قریب ہے وہ یہ کہ وہ ۲۳۹ ھجری کو اس دنیائے آب و گل میں تشریف لائے۔ ابن خلکان نے ان کی ولادت ۲۳۸ھ بتائی ہے۔[20] حافظ ابن کثیرؒ[21] اور ابن اثیرؒ[22] ابو سعد السمعانی سے نقل کرتے ہیں کہ آپ کی تاریخ ولادت ۲۲۷ ہجری ہے جبکہ ابو سعد السمعانی نے اپنی کتاب میں انکی تاریخ پیدائش ۲۳۹ھ لکھی ہے[23]

تو کیا ان بزرگوں نے سمعانیؒ سے تاریخ نقل کرنے میں غلطی کی ہے؟ یا کسی ایک نے غلطی سے یہ تاریخ لکھ دی اور باقی نے بغیر اصل کتاب کی طرف رجوع کئے اس کو نقل کر دیا؟

لیکن ان بزرگوں کی عظمت اور علمی دیانت کی وجہ سے اس بات پر یقین نہیں کیا جا سکتا کہ انہوں نے اصل کتاب کی طرف مراجعت کئے بغیر ہی لکھ دیا ہوا گر بعض کے حوالے سے مان بھی لیا جائے کہ انہوں نے

---

[17] عبد القادر القرشی، "الجواهر المضية"، ۱/ ۲۸۱

[18] ان کا نام علي بن محمد بن عبد الكريم الجزري أبو الحسن عز الدين بن الأثير ہے بہت بڑے تاریخ دان اور ماہر انساب تھے، معروف کتب "اللباب في تهذيب الأنساب"، و "الكامل في التاريخ"، ہیں ان کا وصال ۶۳۰ھ کو ہوا (السير، ۲۲/ ۳۵۳، شذرات الذهب ۷/ ۲۴۱)

[19] ابن الاثیر، "اللباب"، ۱/ ۲۸۰

[20] ابن خلکان، "وفيات الاعيان" ، ۱/ ۷۱

[21] حافظ ابن کثیر، "البداية و النهاية"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۶/ ۱۸۶

[22] ابن اثیر، "اللباب"، ۲/ ۸۲

[23] السمعانی، "الانساب"، ۴/ ۷۳

مراجعت الی الاصل نہیں کی تو ابن اثیر کے حوالہ سے یہ بات بالکل تسلیم نہیں کی جاسکتی کیونکہ انہوں نے توامام سمعانی کی کتاب کی تلخیص لکھی ہے جو" اللباب" کے نام سے مشہور ہے تو انہوں نے تلخیص اصل کتاب دیکھے بغیر تو نہیں کی لہٰذا انہوں نے لامحالہ اصل آخذ کی طرف رجوع کیا ہوگا۔ ہاں اس غلطی کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ امام سمعانی کی کتاب کے کسی نسخے میں کتابت کی غلطی سے ۲۳۹ کی بجائے ۲۲۷ یا ۲۲۹ لکھ دیا گیا ہو جسے ان بزرگوں نے اپنی کتب میں نقل کر دیا ہو۔

شیخ ابو اسحاق شیرازی نے ان کی تاریخ پیدائش ۲۳۸ ہجری لکھی ہے([24])امام ذھبی، ابن یونس کے حوالے سے انکی ولادت ۲۳۷ھ لکھتے ہیں۔[25]السمعانی [26] ،ابن عساکر [27] ،امام ذھبی [28]،ابن حجر [29]،ابن الاثیر [30]، عبدالقادر قرشی [31]،ابن الجوزی [32]، شیخ ابو عبداللہ محمد عبد الھادی [33]،اور طاش کبری زادہ [34]جیسے محققین نے امام طحاوی کی تاریخ ولادت ۲۳۹ ہجری بیان کی ہے اور یہی قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ خود امام طحاوی نے بھی یہی تاریخ بتائی ہے [35] عبدالحٔ نے ان کی ولادت ۲۲۹ھ لکھی ہے [36]

---

[24]ابو اسحاق شیرازی، "الطبقات الفقهاء"، ص۱۲۰

[25]الذھبی، محمد بن احمد بن عثمان، ''تذكرة الحفاظ''، ۳/ ۸۰۹

[26]السمعانی، "الانساب" ، ۱/ ۹۸

[27]ابن عساکر، علی بن حسن، "تهذيب تاريخ دمشق الكبير " ،دارالمسیرۃ، بیروت، ۲/ ۵۸

[28]الذھبی، محمد بن احمد بن عثمان، "سير اعلام النبلأ " ،مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۵/۹

[29]ابن حجر عسقلانی، " لسان الميزان " ، ۱/ ۲۸۰

[30]۔ابن اثیر، "اللباب"، ۲/ ۲۸۰

[31]۔عبدالقادر قرشی، "الجواهر المضية" ص۱۰۳

[32]۔ابن جوزی، عبدالرحمن بن علی، "المنتظم"، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۶/ ۲۵۰

[33]۔ابو عبداللہ محمد عبد الھادی، "طبقات علماء الحديث"، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۲/ ۵۱۷

[34]طاش کبریٰ زادہ، احمد بن مصلح الدین، "طبقات الفقهاء"، مطبعۃ الزھرۃ الحدیثۃ، بیروت، ۱۳۸۰ھ، ص۵۸

[35] عبدالقادر، "الجواهر المضية"، ص۱۰۲

[36]محمد عبدالحٔ لکھنوی، "الفوائد البهية"، تحقیق محمد بدرالدین ابو فراس، دارالکتاب الاسلامی، قاہرہ، ت ن، ص۳۲

عبدالرحمان بن اسحاق الجوہری فرماتے ہیں انّ الطحاوی اسن منی باحدی عشرۃ سنۃ [37]"کہ امام طحاوی ۱۱ برس مجھ سے بڑے ہیں" اور عبدالرحمن بن اسحاق کی پیدائش ۲۵۰ ہجری میں ہوئی۔[38] اگر ان میں سے ۱۱ کا عدد منفی کر دیا جائے تو باقی ۲۳۹ رہ جاتا ہے جو کہ امام طحاوی کی تاریخ ولادت بنتی ہے۔

اسی طرح محمد بن عبد الھادی دمشقی نے ابن یونس سے نقل کیا ہے کہ امام طحاوی کی ولادت ۲۳۹ ھمیں ہوئی اور وہ میرے باپ سے ایک سال بڑے تھے[39] اور ابن خلکان نے لکھا ہے کہ ان کے باپ کی تاریخ پیدائش ۲۴۰ ھہے[40] لٰہذا جب آپ ان کے باپ سے ایک سال بڑے ہیں تو انکی ولادت ۲۳۹ھ میں ہی بنتی ہے۔ مختصر یہ کہ ۲۲۹ھ یا ۲۳۷ھ کا قول تحریف شدہ ہے اور امام ابو اسحاق شیرازی کا قول ۲۳۸ھ مبنی بر خطا معلوم ہوتا ہے اور زیادہ تر دلائل اس روایت کی تائید کرتے ہیں کہ امام طحاوی ۲۳۹ھ میں پیدا ہوئے۔

## وفات

تقریباً تمام مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام طحاوی ۳۲۱ھ میں فوت ہوئے لیکن ابن ندیم ان کی تاریخ وفات کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں اور لکھتے ہیں وتوفی سنۃ اثنتین وعشرین وثلثماءۃ۔[41] امام سمعانی[42] اور ابن عساکر اس میں اضافہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جمعرات کو ذی القعدہ ۳۲۱ھ کو آپ کا وصال ہوا۔[43]

---

[37] ابن حجر عسقلانی، " لسان المیزان" ، ۱ /۲۸۱

[38] الکندی، محمد بن یوسف، "کتاب الولاۃ والقضاۃ"، مکتبۃ الآباء الیسوعیین، بیروت، ت ن، ص ۵۳۶

[39] ابو عبداللہ محمد عبدالھاوی "طبقات علماء الحدیث"، ۲/ ۵۱۷

[40] ابن خلکان، "وفیات الاعیان"، ۷/ ۲۵۳

[41] ابن ابی الدم، قاضی شہاب الدین ابراھیم بن عبداللہ، "ادب القضاء"، دار الفکر، بیروت، ص: ۱۰۹

[42] ابن ندیم، "الفہرست"، ص ۲۹۲

[43] السمعانی، " الانساب "، حیدر آباد، دکن، ۹/ ۵۴

آپ قاہرہ میں شارع الامام الشافعی کے دائیں جانب ایک ذیلی سڑک کے پہلو میں واقع قبرستان میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔[44]

## امام طحاوی کی تصنیفی خدمات

امام طحاوی نے تصنیف کے میدان میں جو خدمات سر انجام دی ہیں وہ ناقابل فراموش ہیں انکی تصانیف میں غایت درجے کی تحقیق اور حسن وخوبی ہے انہوں نے عقائد، تفسیر، حدیث، فقہ، اور تاریخ وغیرہ مختلف موضوعات پر کتب تحریر کی ہیں۔ علماء تاریخ نے انکی تصانیف کی تعداد ۳۰ سے بھی زائد شمار کی ہے۔ جن میں سے چند ایک کا تذکرہ اجمال کے ساتھ کیا جائے گا۔

### 1۔شرح معانی الآثار

یہ کتاب انکی تصنیفی زندگی کی ابتدائی کتاب ہے جس میں انہوں نے ایسے آثار نبوی ﷺ کا تذکرہ کیا ہے جن کا تعلق زیادہ تر احکام سے ہے اور جن میں بظاہر تعارض واقع ہوا ہے امام موصوف ان میں ناسخ و منسوخ اور علماء کی تاویلات کا ذکر کر کے تعارض کو دور کرتے ہیں اور جو بات حق ہو اسے دلائل سے قابل ترجیح قرار دیتے ہیں۔ وہ خود اس کے مقدمہ میں فرماتے ہیں۔

سألنی بعض اصحابنا من اہل العلم ان اضع لی کتاباً اذکر فیہ الآثار الماثورة عن رسول اللہ ﷺ فی الاحکام ------------------------------------- منہم بمایصح بہ مثلہ من کتاب او سنۃ او اجماع او تواتر من اقاویل الصحابۃ او تابعیہم [45]

---

[44] ابن عساکر،" تهذيب تاريخ دمشق الكبير"، ۵۸/۲

[45] طحاوی"مقد مة شرح معانی الآثار "،ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ۱۵/۱

میرے بعض اہل علم دوستوں نے مجھ سے یہ فرمائش کی کہ میں ایک ایسی کتاب تحریر کروں جس میں نبی اکرم ﷺ کی وہ تمام احادیث ذکر کی جائیں جو احکام سے متعلق ہیں جن کے بارے میں بے دین اور کمزور ایمان رکھنے والے مسلمان اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ ان احادیث کے احکام میں اختلاف پایا جاتا ہے اس غلط فہمی کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ ناسخ اور منسوخ احادیث کا علم نہیں رکھتے نہ انہیں اس بات کا علم ہے کہ کونسی احادیث پر عمل کرنا واجب ہے اور ان احادیث کی تائید میں قرآن کی کونسی آیات اور نبی اکرم ﷺ کی کون کونسی دیگر متفقہ احادیث ہیں میں اس کتاب میں مختلف ابواب کے تحت ناسخ و منسوخ احادیث کی وضاحت کرونگا ان کے بارے میں علماء کی آراء اور ان کے دلائل بیان کرونگا ان دلائل میں قرآن کی آیات، نبی اکرم ﷺ کی احادیث، اجماع، صحابہ کرام اور تابعین عظام کی وہ فقہی آراء ذکر کرونگا جو تواتر سے ثابت ہونگی۔

تمام کتب حدیث کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام طحاوی نے منفرد انداز میں یہ کتاب لکھی ہے۔ وہ ایک بات کے تحت حدیث وارد کرتے ہیں پھر فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ اس حدیث سے حجت حاصل کرتے ہوئے اس نقطۂ نظر کے حامل ہیں۔ اور اس مسئلہ میں دوسرا گروہ ان کا مخالف ہے پھر ان کی دلیل کے طور پر دوسری احادیث متعدد طرق سے ذکر کرتے ہیں اور آخر میں مختار مذہب کو تقویت دیتے ہیں دونوں حدیثوں کا الگ الگ محل ذکر کرکے ان کا تعارض دور کرتے ہیں کبھی پہلی حدیث کو دلائل سے منسوخ قرار دیتے ہیں اور کبھی اسکی سند کا ضعف بیان کرکے دوسری حدیث کو ترجیح دیتے ہیں نیز آپ نے اس بات کا بھی التزام کیا ہے کہ ہر باب کے آخر میں اپنے قول کو مزید پختہ کرنے کے لیے کوئی عقلی دلیل ذکر کرتے ہیں اور اگر اس پر کوئی اشکال وارد ہوتا ہو تو اسے بھی دور کر دیتے ہیں۔

شرح معانی الآثار ہندوستان میں دو جلدوں میں طبع ہو چکی ہے اور مصر میں چار اجزاء میں اور کراچی میں بھی دو جلدوں میں یہ طبع ہو چکی ہے اس کی شروح متعدد اہل علم نے کی ہیں جن میں امام بدرالدین محمود بن محمد العینی (۸۵۵ھ) حافظ عبد القادر قرشی، الحافظ ابو محمد المینبجی، الشیخ محمد یوسف الھندی اور محمد ایوب سہارنپوری زیادہ معروف ہیں۔ اردو زبان میں اس کے خلاصہ کی طرز پر "ایضاح الطحاوی" کے نام سے کراچی سے شبیر احمد

قاسمی کی شرح شائع ہو چکی ہے۔ حافظ عبد ابن عبد البر اور حافظ زیلعی نے بھی اس کی تلخیص کی ہے مولوی وصی احمد محدث سورتی نے بھی اس پر ایک حاشیہ تحریر کیا ہے متاخرین میں سے صدر الشریعہ مولنا امجد علی، مصنف بہار شریعت نے بھی اس کی ایک مبسوط شرح لکھی ہے جو مکمل نہ ہو سکی اور طبع بھی نہ ہوئی۔

## 2۔ شرح مشکل الآثار

امام طحاوی کی کتب میں شرح مشکل الآثار ایک عظیم کتاب ہے جو بہت نفع بخش اور جامع ہے[46] امام موصوف نے اپنی اس کتاب میں احادیث کے مابین اختلاف اور تضاد کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنی اجتہادی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے بہت سے مسائل میں استنباط فرمایا ہے۔ فقہ حنفی کے مسائل کو انہوں نے احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں بڑی تحقیق و تدقیق کے ساتھ پیش کیا ہے اور اس بات کو واضح کیا ہے کہ حنفی علماء کے بارے میں بظاہر جو ایک تاثر دیا جاتا ہے کہ وہ احادیث رسول ﷺ سے مسائل کا استنباط نہیں کرتے بلکہ زیادہ تر اپنی رائے سے کام لیتے ہیں وہ بالکل غلط ہے بلکہ حنفی علماء علم حدیث میں مہارت تامہ رکھتے ہیں اور قرآن و حدیث سے احکام کا استنباط کرتے ہیں۔

مشکل الآثار سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ جس قدر تمسک بالسنہ احناف کے ہاں موجود ہے اس کی مثال کسی اور مسلک کے ہاں موجود نہیں ہے۔ احادیث کے تعارض کو دور کرنے اور احکام کے استنباط میں امام طحاوی کی یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے اور اس میدان میں حرف آخر ہے۔ علامہ زاہد الکوثری لکھتے ہیں۔ ومن اطلع علی ''اختلاف الحدیث'' لامام الشافعی رضی اللہ عنہ و ''مختلف الحدیث'' لابنقتیبۃ ثم اطلع علی کتاب الطحاوی ھذا یزداد اجلالا لہ ومعرفۃ لمقدارہ العظیم[47] جو شخص امام شافعی کی اختلاف الحدیث اور ابن قتیبہ کی مختلف الحدیث سے واقف ہو اور وہ امام طحاوی کی اسکتاب کا مطالعہ کرے تو اس کے نزدیک اس کی عظمت و وقار مزید بڑھ جائے گی۔

---

[46] السخاوی، شمس الدین،" فتح المغیث"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۸۳، ۳/ ۸۲

[47] زاہد الکوثری "الحاوی"، ص ۳۴`

## 3۔عقیدہ طحاویہ

اس رسالے میں امام طحاوی نے فقہاء امت کے عقیدوں کو جمع کیا اور تمام امت مسلمہ کو ان پر اعتقاد رکھنے کی تلقین کی ہے اس کا نام انہوں نے "بیان عقیدۃ اہل السنۃ والجماعۃ علی مذہب فقہاء الملۃ ابی حنیفۃ و ابی یوسف الانصاری و محمّد بن الحسن" رحمھم اللہ تعالیٰ رکھا۔امام سبکی کے بقول تمام اہل حق نے امام طحاوی کے اس رسالے کو پڑھا اور اسکی شروح لکھنے کی طرف متوجہ ہوئے[48] اس طرح اس رسالے کو شہرت دوام حاصل ہوگئی اور اہل سنت کے تمام مذاہب کے علماء نے اسے قبول کیا اور اس سے استفادہ کیا۔

امام طحاوی نے اس رسالے میں تمام بنیادی عقائد کا ذکر قرآن وحدیث کے حوالے سے کیا ہے جہاں کہیں آثار صحابہ اور دیگر آئمہ کی آراء کی ضرورت پیش آئی وہاں ان کا بھی ذکر کیا ہے۔توحید وصفات باری تعالیٰ کا ذکر، ربوبیت، خالقیت کے معانی، قدرت ومشیت کی وضاحت، پیغمبر اسلام ﷺ کے خاتم الانبیاء اور سید المر سلین ہونے کا ثبوت فراہم کرنیکے ساتھ ساتھ اس امر کی وضاحت کی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کا دعوی نبوت درست نہیں بلکہ ضلال اور گمراہی ہے۔ صفات باری تعالیٰ کے حوالے سے امام طحاوی نے معتزلہ کے اس اعتقاد کو غلط قرار دیا ہے کہ صفات عین ذات باری تعالیٰ ہیں بلکہ امام طحاوی نے انہیں ذات باری سے الگ بیان کیے جانے پر دلائل فراہم کئے ہیں۔اسی طرح رؤیت باری تعالیٰ میں معتزلہ کے خلاف یہ ثابت کیا ہے کہ اہل جنت دیدار الٰہی سے مستفیض ہونگے اس پر قرآنی آیت پیش کی ہے۔

الغرض عقیدہ طحاویہ میں تمام اہم عقائد بڑی تحقیق کے ساتھ بیان کر دیئے گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ اہل علم نے اس رسالے کی طرف توجہ کی اور اسکی مختلف شرحیں لکھی گئیں۔مثلاً عمر بن اسحاق حنفی نے اسکی شرح کی جو ہندوستان میں ۱۲۱۳ھ میں طبع ہوئی[49] اسی طرح یعلی بن ابی العزا الحنفی کی شرح ۱۳۷۳ھ میں شائع

[48] السبکی، "معید النعم مبید النقم"، دار الکتاب العربی، مصر، ص ۲۳،۲۲

[49] سرکیس، یوسف الیان، "معجم المطبو عات العربیۃ"، مکتبۃ المثنیٰ، بغداد، ۱۳۶۸ھ، ص ۱۲۳۳

ہوئی۔ اور نجم الدین بکیر س بن بلنقلج نے "النور الامع والبرھان الساطع" کے نام سے اسکی شرح کی اور محمود بن احمد بن مسعود الحنفی نے "القلائد فی شرح العقائد" کے نام سے ایک شرح لکھی۔[50]

## ۴۔ مختصر الطحاوی

مختصر الطحاوی فقہ حنفی میں ایسی کتاب ہے جیسی فقہ شافعی میں مختصر المزنی،امام طحاوی نے اپنی اس کتاب میں احناف کے اقوال کو مختصر اور جامع انداز میں بیان کیاہے اور امام ابو حنیفہ اوران کے اصحاب کے اقوال کو ترجیحات کے ساتھ ذکر کیاہے اوران پر دلائل بھی فراہم کئے ہیں۔ جیسا کہ وہ خود اس کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

> وبنیت الجوابات عنها من اقوال ابی حنیفة النعمان بن ثابت و من قول ابی یوسف یعقوب بن ابراهیم و قول محمّد بن الحسن الشیبانی[51] میں نے ان (مسائل) کی بنیاد امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت،امام ابو یوسف اور محمد بن حسن الشیبانی کے اقوال پر رکھی۔

امام طحاوی نے اپنی مختصر میں فقہ حنفی کے فروعی مسائل ذکر کئے ہیں انہوں نے پہلے اسے کبیر اور پھر صغیر کا نام دیااور اسکی ترتیب امام مزنی کی مختصر کے مطابق رکھی۔[52]

اس کتاب کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ فقہ حنفی کی کتب میں کوئی کتاب ایسی نہیں ملتی جس میں اس قدر مختلف نوع بنوع مسائل بیان ہوئے ہوں جیسے اس کتاب میں ہیں اور پھر مختلف آئمہ کے اقوال جمع کرنے کے ساتھ راجع قول کی نشاندہی اس کتاب کا خاص وصف ہے جس کی بنا پر اس کو بہت اہمیت حاصل

---

[50] حاجی خلیفہ،"کشف الظنون"،المکتبہ المثنی،بیروت،۱ /۱۱۴۳

[51] طحاوی،"مختصر الطحاوی"،دارالکتاب العربی،القاھرہ،ص ۱۴

[52] حاجی خلیفہ،"کشف الظنون"،۲ /۱۶۲۷

ہے۔([53])۱۳۷۰ء میں مکتبہ دار الکتاب العربی نے ابو الوفا افغانی کی تحقیق کے ساتھ اسے شائع کیا۔اس کی مختلف شروحات بھی لکھی گئی۔جن میں ابو بکر رازی الجصاص کی شرح نہایت اہم ہے۔اسی طرح شمس الائمہ سرخسی،ابوالفراحمد بن محمد شارح مختصر القدوری،ابوالنصر احمد بن منصور الخجندی اور بہاء الدین علی بن محمد سمر قندی نے بھی اس کی شروح تحریر کی ہیں۔[54]

## ۵۔اختلاف الفقہاء

اسے مختلف ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے بعض کے نزدیک اسکا نام "اختلاف العلماء" ہے اور کچھ کے نزدیک "اختلاف الفقہاء"۔حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں اسے "اختلاف الروایات" کے نام سے ذکر کیا ہے [55]امام ذھبی کے مطابق اس کا نام "اختلاف العلماء" ہے[56] لیکن ابو بکر احمد بن علی الجصاص نے اس کا اختصار کیا ہے اور اس کا نام "مختصر اختلاف الامصار" تجویز کیا ہے [57]

حاجی ولی محمد لکھتے ہیں کہاس کتاب کے اصل نسخے کے عکس سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ عنہ نے اس کا نام" اختلاف الفقہاء" رکھا تھا[58]زیر بحث کتاب میں امام طحاوی نے آئمہ اربعہ اور ان کے اصحاب کے علاوہ امام نخعی،عثمان البتی،اوزاعی،ثوری،لیث بن سعد ابن شبرمہ،ابن ابی لیلی،حسن بن حی اور دیگر مجتھدین کے اقوال بھی ذکر کئے ہیں۔[59]

## ٦۔الشروط الصغیر

[53]حاجی ولی محمد،ڈاکٹر،"منھاج"،دیال سنگھ لائبریری،لاہور،جولائی۱۹۹۹ء،ص۲۹۸

[54]زاہدالکوثری"الحاوی"،ص۳۵

[55]حاجی خلیفہ،"کشف الظنون"،۳۲/۱

[56]ذھبی،"تذکرۃ الحفاظ"،۳ /۸۱

[57]حاجی خلیفہ،"کشف الظنون "،۱ /۳۲

[58]حاجی ولی محمد، "منھاج"،جولائی ۱۹۹۹،ص۲۹۹

[59]الکوثری،"الحاوی"،ص۲۱

امام طحاوی چونکہ شروط اور شہادت میں بہت زیادہ مہارت رکھتے تھے اس لیے انہوں نے اپنے تجر بات ومشاہدات اور واقعات کے نتائج کو مد نظر رکھتے ہوئے " الشروط الصغیر "، لکھی جو فقہی شروط اسلامی میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے اور سب سے زیادہ قدیم ہے۔اس کتاب کو اس لیے بھی غیر معمولی اہمیت حاصل ہے کہ یہ امام طحاوی کی نایاب کتاب الشروط الکبیر کے متن کی حیثیت رکھتی ہے امام طحاوی نے پہلے "الشروط الکبیر" لکھی جو امام طحاوی کی فقہی بصیرت کی زندہ سند ہے کہ وہ کس قدر فقہی مسائل میں تحقیق سے کام لیتے تھے

امام طحاوی نے اس کتاب میں چوتھی صدی ھجری کے اوائل تک جن مشہور فقہاء کے مذاہب لوگوں میں مشہور تھے۔ان میں خاص کر باہمی معاملات اور ان سے متعلق شروط، معاملات، قضایا، تحریری معاہدے قانونی فیصلے اور دیگر مسائل سے متعلقہ تفصیلات کو جمع کر دیا ہے[60] احیاء الثرات الاسلامی کے زیر اہتمام ڈاکٹر روحی اوزجان کی تحقیق کے ساتھ اسے عراق میں شائع کیا گیا اور 1394ھ کو بغداد میں مطبعۃ العانی نے طبع کیا[61]

حاجی ولی محمد لکھتے ہیں۔امام طحاوی کی کتاب "الشروط الصغیر" کے مخطوطے استنبول میں،2مکتبہ مراد ملا میں اور ایک قرہ مصطفی باشا میں، آخری مخطوطہ فیض اللہ میں ہیں ان کے نمبر بالترتیب یہ ہیں۔

1۔مراد ملا(رقم قدیم 982,997،رقم تسجیل (740) خط نسخ میں 885ھ کا لکھا ہوا ہے اور 170 اوراق پر مشتمل ہے۔

2۔مراد ملا کے دوسرے نسخے کا رقم قدیم نسخہ رقم(983-998) اور رقم تسجیل (746) اور تاریخ کتابت 870ھ خط نسخ میں جید تحریر، عدد اوراق 175 یہ مخطوطہ عبارت وخط میں سب سے زیادہ صحیح ہے۔مکتبہ شیخ الاسلام فیض اللہ آفندی کا مخطوطہ (رقم تسجیل قدیم 1033، اور رقم تسجیل 763 اور عدد اوراق مع فہرست 124، تاریخ کتابت 892ھ ہے۔[62]

---

[60] حاجی ولی محمد،"سه ماهی منهاج"، جولائی،۱۹۹۹، دیال سنگھ لائبریری، لاہور، ص ۳۰۰

[61] الرباط، ابوالحسن خالد محمود،"مقدمة تحفة الاخيار "دار بلنسیہ، الریاض، ۱/۲۷

[62] حاجی ولی محمد،"سه ماهی منهاج" ص ۳۰۱

## ۷۔التسویۃ بین حدثنا واخبرنا

یہ ایک مختصر رسالہ ہے جو امام طحاوی نے حدیث کی اصطلاحات پر لکھا جو شیخ محمد عزیز شمس کی تحقیق کے ساتھ بنارس میں 1410ھ کو طبع ہوا۔[63] اور ابن عبد البر نے اپنی کتاب ''جامع بیان العلم وفضلہ'' میں اسکی تلخیص کی۔[64] شام میں المکتبۃ الظاہریۃ کے پاس یہ محفوظ حالت میں موجود ہے۔[65]

## ۸۔السنن الماثورۃ

امام طحاوی نے امام مزنی سے سماعت شدہ امام شافعی کی روایات کو جمع کیا اور اسکا نام سنن الشافعی بھی مشہور ہے۔ یہ کتاب ۱۳۱۵ھجری میں شائع ہوئی پھر 1409ء کو جدہ میں مکتبہ دار القبلۃ نے ڈاکٹر خلیل ابراھیم کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ شائع کیا۔[66]

## ۹۔الجامع الکبیر فی الشروط

یہ کتاب چالیس اجزاء میں اور اس کا کچھ حصہ مکتبہ مراد ملا میں پایا جاتا ہے اور استنبول میں مکتبہ علی باشا شہید کے پاس بھی ایک غیر مکمل نسخہ موجود ہے۔(67) بعض مستشرقین نے اسکا کچھ حصہ شائع کیا جو قدرے آسان تھا۔[68]

## ۱۰۔احکام القرآن

---

[63] الرباط، ابوالحسن خالد محمود، "مقدمة تحفة الاخيار"، ۲۵/۱

[64] عبدالمجید، "ابوجعفر الطحاوی واثره فی الحديث"، ص۲۷۹

[65] فواد سزکین، "تاريخ التراث العربی "الجزالثالث، ۹۸/۱

[66] الرباط، "مقدمة تحفة الاخيار"، ۲۴/۱

[67] افغانی، ابوالوفا۔ "مقدمة مختصر الطحاوی"، ص۱۳

[68] الکوثری، "الحاوی"، ص۳۵

قرآن مجید کی تفسیر پر مشتمل امام طحاوی کی یہ کتاب بیس اجزاء میں ہے اور قاضی عیاض[69] نے انکی کتاب تفسیر القرآن کے ہزار صفحات پر مشتمل ہونے کا تذکرہ کیا ہے۔[70] صاحب تاج التراجم[71] اور ابن ندیم[72] نے احکام القرآن کا تذکرہ کیا ہے۔ ترکی میں مکتبہ وزیر کبری کے ہاں (رقم 814) کے تحت موجود ہے۔[73]

## ۱۱۔احکام القرآن

یہ کتاب امام طحاوی کی مفقود کتب میں سے ہے جس میں حج قران کے احکام بیان ہوئے ہیں اور امام نووی نے قاضی عیاض سے "باب بیان وجوہ الاحرام" میں ان کو نقل کیا ہے۔[74]

## ۱۲۔التاریخ الکبیر

امام طحاوی ایک مؤرخ بھی تھے انکی یہ کتاب تاریخ کے حوالے سے لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کا ذکر ابن خلکان، ابن کثیر، الیافعی اور سیوطی نے بھی کیا ہے۔ ذیل میں ان کتابوں کے اسماء پیش کئے جا رہے ہیں جن کا مختلف مورخین نے ذکر کیا ہے لیکن ان کے تعارف کی بابت کوئی مواد دستیاب نہیں ہو سکا۔

۱۳۔ عقود المرجان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان[75]

۱۴۔ کتاب الاشربۃ[76]

۱۵۔ الحکایات والنوادر[77]

۱۶۔ کتاب المحاضر والسجلات[78]

---

[69] انکا پورا نام عیاض بن موسیٰ بن عیاض ہے اور قاضی عیاض کے نام سے معروف ہیں بہت بڑے مورخ اور ماہر انساب ہیں ۴۹۶ھ

[70] الکوثری، "الحاوی" ص ۳۵

[71] ابن قطلوبغا، "تاج التراجم"، ص ۲۲

[72] ابن ندیم، "الفهرست"، ص ۲۹۲

[73] الرباط، "مقدمة تحفة الاخيار"، ص ۱ /۲۴

[74] الرباط، "مقدمة تحفة الاخيار"، ص ۱ /۲۴

[75] لکھنوی، "الفوائد البهية"، ص ۳۲

[76] الکوثری، "الحاوی"، ص ۳۶

[77] لکھنوی، "الفوائد البهية" ص ۳۲

۱۷۔النوادر الفقھیۃ[79] ۱۸۔کتاب الوصایا والفرائض[80]

۱۹۔قسم الفئی والغنائم[81] ۲۰۔شرح الجامع الصغیر

۲۱۔شرح الجامع الکبیر ۲۲۔الرد علی ابی عبید

۲۳۔الرد علی عیسیٰ بن ابان ۲۴۔حکم اراضی مکۃ[82]

۲۵۔کتاب المختصر الصغیر ۲۶۔کتاب المختصر الکبیر

۲۷۔کتاب المدلسین علی الکرابیس[83] ۲۸۔ اختلاف الروایات علی مذہب الکوفیین[84]

۲۹۔جزء فی الرزیۃ ۳۰۔کتاب تفسیر متشابہ الاخبار[85]

## نتائج بحث

اس بحث سے یہ نتریجہ اخذ ہوتا ہے کہ امام طحاوی ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے جنھوں نے اپنے دور میں موجود ہر میدان میں اپنا علمی نقطہ نظر دیا وہ جامد ژخصیت نی تھے بلکہ تحرک تھے اور خود بھی اجتہاد کرتے تھے یہ ان کی اجتہادی صلاحیت کا ہی نتیجہ تھا کہ وہ شافعی مسلک جو ان کے خاندان کا مسلک تھا چھوڑ کر حنفی مسلک کی طرف منتقل ہو گئے اور اس کی تائید میں لازوال اور منفرد تصنیفات چھوڑیں۔ ان کی تصنیفات

[78] ایضا

[79] ایضا

[80] ابن ندیم، "الفہرست"، ص292

[81] لکھنوی، "الفوائد البهية"، ص32

[82] لکھنوی، "الفوائد البهية" ص ۳۲

[83] ابن ندیم، "الفہرست" ص ۲۹۲

[84] افغانی، "مقدمة مختصر الطحاوی" ص ۱۴

[85] ابن تیمیہ، "منهاج السنة"، ص ۸/۱۷۴

میں کوئی بھی ان کی برابری نہیں کر سکا۔اللہ تعالی ان پر رحمتوں کا نزول فرمائے اور قبر کو مزید روشن فرمائے اور ان کے مشن کو آگے بڑھانے کی سب کو توفیق عطافرمائے۔آمین

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License